وہ جو کچھ بھی تھے، جہاں بھی تھے اور جو کچھ بھی کیا کرتے تھے - ان کے ہر کام سے مقصودِ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی، جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور دنیا کی درستی تھی اور بس - ان کی دوستی اور مودت بھی محض خدا تعالےٰ کے لیے ہوتی تھی اور انکی عداوت ودشمنی بھی صرف خدا کے لیے ہوتی تھی - وہ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ کا مجسم پیکر تھے ان کی یہ صفت تھی کہ :ـــــ

رہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ انکی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی شریعت کے قبضہ میں تھی باگ انکی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ
کفایت جہاں چاہیئے واں کفایت سخاوت جہاں چاہیئے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جُھکا حق سے جو جھک گئے اس سے وہ بھی
رکا حق سے جو رُک گئے اس سے وہ بھی

اسلام میں جس اتفاق واتحاد اور جماعتی زندگی کو ملحوظ رکھا گیا ہے وہ اللہ تعالےٰ نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ (پ آلِ عمران ۴) اور تم اللہ تعالےٰ کی رسی کو مضبوط پکڑو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

یعنی اللہ تعالےٰ کی اس مضبوط اور متین رسی کو جو قرآن مجید اور دینِ قیم کے نام سے موسوم ہے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ پکڑو۔ یہ عروہ وثقیٰ اور محکم رسی ٹوٹ تو سکتی نہیں لَا انْفِصَامَ لَھَا ہاں حرماں نصیبوں کے ہاتھوں سے چھوٹ سکتی ہے اگر مسلمان سب مل کر اجتماعی قوت اور امکانی طاقت سے اس کو پکڑ لیں گے تو کبھی کسی باطل اور طاغوتی طاقت سے بفضلہٖ تعالےٰ ان کو کوئی گزند اور تکلیف نہیں پہنچے گی اور نہ کوئی شیطان صفت اپنی شیطنت اور شرانگیزی میں کبھی کامیاب ہو سکے گا اور انفرادی زندگی صالح ہونے کے علاوہ اُمت مسلمہ کی اجتماعی اور قومی قوت بھی بڑی مضبوط اور ناقابلِ اختلال ہو جائے گی اور قرآن وسنت سے تمسک کرنے کی برکت سے تمام بکھری ہوئی قوتیں جمع ہو جائیں گی اور مُردہ قوموں کو ابدی زندگی اور حیاتِ تازہ حاصل ہو گی۔ آہستہ آہستہ جو اس کیف سے

بقیہ صفحہ ۳۸ پر

از مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

مولانا سندھیؒ کی تحریرات پر ایک نظر

مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی طرف منسوب تحریریں اکثر وہ ہیں جو املائی شکل میں ان کے تلامذہ نے جمع کی ہیں۔ مولانا کے اپنے قلم سے لکھی ہوئی تحریرات اور بعض کتب بہت دقیق، عمیق اور فکر انگیز ہیں اور وہ مستند بھی ہیں۔ لیکن املائی تحریروں پر پورا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ اور بعض باتیں ان میں غلط بھی ہیں جن کو ہم املا کرنے والوں کی غلطی پر محمول کرتے ہیں مولانا کیطرف ان کی نسبت درست نہ ہو گی۔ مولانا کا ذہنی پس منظر فکر، ذہانت، قوت حدس بہت بلند تھا۔ ذہانت اور قوت حافظہ بھی بے مثال تھا اور ان کا ذہن قوت قدسیہ کا مالک تھا۔ دقیق اور مشکل ترین باتوں کی تہہ تک پہنچنا مولانا کا کمال تھا۔ مولانا کا انہماک اور توجہ زیادہ تر قرآن مجید کی طرف رہا ہے۔ مولانا نے زندگی کے کم و بیش پچاس سال قرآن کریم کے مطالعہ اور افہام و تفہیم میں بسر کیے تھے۔ بالخصوص امام ولی اللہؒ کی حکمت اور علوم و فلسفہ کی روشنی میں مشکلات قرآن حل کرتے رہے اور قرآن کے نظام اور اس کے قوانین کو عہدِ حاضر میں کس طرح سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے۔ مولانا نے قرآن کریم کے پڑھانے میں بھی بہت وقت صرف کیا تھا اور آپ سے پڑھنے والے مختلف استعداد کے حضرات ہوتے تھے۔ کبھی بڑے ذہین و فطین المعی قسم کے علماء ہوتے تھے اور بعض اوقات عام معمولی استعداد کے طلباء بھی شریک ہوتے تھے۔ جدید تعلیم یافتہ حضرات بھی ہوتے تھے اور قدیم درسِ نظامیہ کے فارغین بھی۔

مولانا کو خدا تعالےٰ نے ایسی صلاحیت بخشی تھی کہ دوسرے عالی مرتبت علماء چھ ماہ میں بھی اتنا قرآن کریم سے روشناس نہیں کرا سکتے تھے۔ جتنا مولانا ایک ماہ میں کر دیتے تھے۔ مولانا سندھیؒ سے پڑھنے والے اور استفادہ کرنے والے حضرات کی فہرست بہت

طویل ہے حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے مولانا سندھیؒ سے حدیث بھی پڑھی اور قرآن کریم بھی، اور پھر مولانا نے ان سے وعدہ لیا کہ ساری عمر قرآن کریم ہی پڑھاتے رہنا۔ مولانا لاہوریؒ نے آخر دم تک اس وعدہ کو کما حقہ پورا کیا۔ کم و بیش پانچ ہزار علماء کو قرآن کی تفسیر پڑھائی۔ اور عوام کو درسِ قرآن کے ذریعہ مستفید بنایا۔ جن کی تعداد بہت زیادہ ہے اور خاص جماعتوں کو مشکوٰۃ شریف اور حجۃ اللہ البالغہ بھی پڑھاتے تھے اور عوامی حلقوں کی اصلاح تو لاکھوں تک پہنچتی تھی۔ اسی طرح حضرت مولانا حکیم فضل الرحمٰن صاحب نے بھی مولانا لاہوریؒ کے ساتھ ہی قرآن کی تفسیر مولانا سندھیؒ سے پڑھی تھی اور اس کے علاوہ مشکوٰۃ شریف بھی پڑھی تھی۔ تقریباً پچاس سال کے بعد بھی مولانا سندھیؒ کی تحریریں ان کو یاد تھیں، حکیم صاحب ایم بی بی ایس بھی تھے اور حکیم اجمل خان کے مایہ ناز تلامذہ میں سے تھے۔ طبیہ کالج دہلی میں پروفیسر تھے اور متعدد طبی کتب کے مصنف تھے پھر حیدر آباد دکن میں نظامیہ طبی کالج کے وائس پرنسپل ہو گئے تھے۔ احقر نے اسی دور میں حکیم صاحب سے پڑھا تھا۔ حکیم صاحب مولانا سیف الرحمٰن ٹونکی کے بھانجے تھے۔ مولانا سیف الرحمٰن حضرت گنگوہی کے ارشد تلامذہ میں تھے اور جنگِ آزادی میں بہت کام کیے وہ بھی افغانستان میں مولانا سندھیؒ کے ساتھ تھے۔

مولانا سلطان محمود صاحبؒ سابق صدر مدرس فتح پوری دہلی بھی مولانا سندھیؒ کے تلامذہ میں سے تھے۔ انہوں نے بھی چند رسالے لکھے ہیں جن میں مولانا سندھیؒ کے افکار کو سمویا ہے اور اسی طرز پر قرآن کریم کی تعلیم بھی آخر تک دیتے رہے۔

مولانا عزیز احمد صاحبؒ برادر خورد مولانا احمد علی لاہوریؒ جو سفر کابل میں آپ کے ساتھ رہے۔ پھر مکہ مکرمہ میں بھی آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کے خدمت گزار کے طور پر ہر وقت ساتھ رہتے تھے۔ انہوں نے خود بیان کیا تھا کہ قرآن کریم کے علاوہ شرح ملا جامی اور قطبی میں نے مولانا سے پڑھی تھی۔ حجۃ اللہ البالغہ بھی پڑھی تھی۔ اور کہتے تھے جب میں نے الخیر الکثیر مولانا سے پڑھنے کی کوشش کی تھی تو اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔ یہ بہت زیادہ مشکل تھی اور میں چونکہ قطبی سے آگے تعلیم مختلف وجوہات کی بنا پر جاری نہ رکھ سکا۔ اس لیے الخیر الکثیر پڑھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ مولانا عزیز احمد صاحبؒ آخر تک مولانا سندھیؒ کے افکار و طریق کے حامل اور عامل رہے۔

مولانا خواجہ عبدالحئی فاروقی صاحبؒ بھی مولانا سندھیؒ کے تلامذہ میں سے تھے انہوں نے بھی قرآنی افکار کے سلسلہ میں سورۃ بقرہ کی تفسیر الخلافۃ الکبریٰ اور آخری پارہ کی تفسیر بھی رقم فرمائی ہے۔ مولانا صبغۃ اللہ بختیاری مدراسیؒ نے بھی مولانا سندھیؒ سے استفادہ کیا تھا مولانا قاری عبدالکریم ترکستانیؒ اور مولانا محمد طاہر آف پنج پیرؒ بھی مولانا سندھیؒ سے مکہ مکرمہ میں پڑھتے رہے ہیں۔ مولانا محمد طاہر نے مولانا سندھیؒ سے حجۃ اللہ البالغہ بھی پڑھی تھی اور اس کی تقریر بھی ضبط کی تھی۔ اسی طرح مولانا محمد عبداللہ عمر پوریؒ بہاول پور والے فاضل دیوبند نے بھی مکہ مکرمہ میں مولانا سندھیؒ سے پڑھا تھا۔ علامہ محمد صدیق صاحب آف یزمان نے اور مولانا عبیداللہ اور مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ نے بھی مولانا سندھیؒ سے استفادہ کیا تھا۔ آخری دور میں سب سے زیادہ مولانا غلام مصطفےٰ قاسمی نے مولانا سندھیؒ سے پڑھا اور فائدہ اٹھایا۔ مولانا قاسمی فاضل دیوبند اور جامع المعقول والمنقول مدرس عالم ہیں۔ آپ نے کئی کتابوں پر حاشیے بھی لکھے ہیں۔

قدوری کا حاشیہ اور اس کا عالمانہ مقدمہ تو بہت متداول ہے آپ نے مولانا سندھیؒ کی مشہور کتاب التمہید بھی اپنے حاشیہ کے ساتھ شائع کرائی جو کہ بہت بڑا کام ہے اور خیر الکثیر کا اردو ترجمہ جو آپ نے مولانا سندھیؒ سے پڑھ کر ضبط کیا تھا۔ وہ بھی شائع کرایا ہے اور امام ولی اللہؒ کی متعدد کتابیں بمع مقدمات وضروری تشریحات کے شائع کرائی ہیں۔ پہلے الرحیم میں اور آج کل الولی میں آپ کے مضامین اور ادارتی نوٹ شائع ہوتے ہیں جو بہت قیمتی علمی وضروری مواد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مولانا کچھ عرصہ رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے ہیں۔

مولانا مقبول عالم لاہوریؒ مرحوم اور غازی خدا بخش صاحبؒ بھی حضرت سندھیؒ سے استفادہ کرنے والے لوگوں میں شامل تھے۔ مولوی بشیر احمد بی اے لدھیانویؒ مرحوم بھی مولانا کے معتمد تھے اور انہوں نے مولانا کی متعدد تحریرات جو قرآنی سورتوں پر مشتمل ہیں شائع کرائی ہیں

تفسیر سورۃ فاتحہ، تفسیر سورۃ قتال، تفسیر سورۃ فتح، تفسیر سورۃ مزمل ومدثر، تفسیر سورۃ العصر، تفسیر سورۃ اخلاص اور تفسیر معوذتین۔ حجۃ اللہ البالغہ کا ترجمہ وتشریح ابتدائی ستر ابواب تک جو مولانا عبداللہ لغاری صاحبؒ نے مولانا سندھیؒ سے مکہ مکرمہ میں ضبط کیا تھا۔ اس کو بھی مولانا بشیر احمد صاحب نے مرتب کر کے لاہور میں بیت الحکمت کی طرف سے